OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ہم عصر سندھی علماء کا تعارف اور خدمات کا جائزہ

Introduction and review of services of contemporary Sindhi scholars of Shah Waliullah Muhaddith Dehlvi

Dr. Mehmood ul Hassan Channar
Lecturer, BNBW University Sukkur.
Email: hafiz.hassan@bnbwu.edu.pk

Professor Dr. Aijaz Ali Khoso
Professor, AlHamd Islamic University (Islamabad Campus).
Email: aijaz.khoso80@gmail.com

Moulana Muhammad Ahmed Mahar
Lakhi Ghulam Shah

Received on: 09-04-2024 Accepted on: 14-05-2024

Abstract

Shah Waliullah Muhaddith Dehlvi contributions to Islamic scholarship are indeed significant, and his relationship with Sindh and its scholars presents a rich field for research. The article aims to introduce contemporary Sindhi scholars who were active during Shah Waliullah time, emphasizing their parallel efforts in promoting Tafsir, Hadith, and Jurisprudence. Both Shah Waliullah and these Sindhi scholars played crucial roles in disseminating knowledge and advocating for Tawheed and Sunnah in their respective regions. This mutual influence and shared objectives underscore the importance of regional scholarship in the broader context of Islamic education and thought. This topic not only enriches the understanding of Shah Waliullah's legacy but also sheds light on the interconnectedness of Muslim scholars across different regions during that period. It opens avenues for further research into how these interactions shaped Islamic teachings in South Asia.

Keywords: relationship, Sindhi scholars, tafsir, hadith, Islamic scholarship

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی(1114ھ-1174ھ) کا نام اور کام تعارف کا محتاج نہیں، انہوں نے جو علمی کارنامے سرانجام دیے، وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سندھ اور علماء سندھ سے تعلق کی نوعیت کیا تھی، یہ تحقیق کے طالب علموں کے ایک شاندار موضوع ہے، ہماری معلومات کے مطابق اس موضوع پر شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد کی جانب سے 1972 میں ایک تحریری مقابلہ "سندھ میں شاہ ولی اللہ کے ہم عصر" کے عنوان سے منعقد ہوا تھ۔

اس مقابلے میں جناب معمور یوسفانی نے پہلی پوزیشن حاصل تھی، یہ مقالہ اب کتابی صورت میں مہران اکیڈمی شکارپور کی طرف چھپا بھی ہے، لیکن اس میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے، کافی بزرگوں کے حالات نامکمل یا مبہم ہیں۔ اس مقابلے کے دیگر مقالات بھی شاہ ولی اللہ

اکیڈمی کے ریکارڈ کا حصہ ہوگا، اس باب میں یہ مواد بھی کام آئے گا، اس سے مدد لی جاسکتی ہے۔ ہمارا یہ مقالہ بھی اسی سمت میں پیش قدمی ہے، ان نقوش اور خدوخال کو سامنے رکھتے ہوئے، تحقیق کا طالب علم آگے بڑھ سکتا ہے۔ بہر حال اتنا ضرور ہے، شاہ ولی اللہ اور علماء سندھ نے حدیث کے باب میں ایک ہی استاد ابو طاہر مدنی سے استفادہ کیا، پھر ان حضرات نے ہند اور سندھ میں حدیث کے علم کو عام کیا۔ اس حوالے سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قراءت کے استاد ایک سندھی عالم شیخ محمد فاضل تھے(1)، جس کا ذکر شاہ صاحب نے اپنے موضح القرآن کے مقدمہ میں فرمایا ہے۔ اول تا آخر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قراءت کا علم ان سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ تاریخ نگاروں نے لکھا ہے کہ ایک سندھی عالم دین مخدوم محمد معین ٹھٹوی نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے براہ راست استفادہ کیا ہے۔

جب ہندوستان میں سکھوں، مرہٹوں اور جاٹوں کا ظلم بڑھنے لگا تو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ان کے خلاف تحریک کا علم اٹھایا، جس کا مقصد ظلم و جبر کے خاتمے کے ساتھ یہ تھا کہ مسلمانوں کو سیاسی، سماجی اور اقتصادی طور پر مضبوط کیا جائے، ان کی اسلامی شناخت کو برقرار رکھا جائے، اس مقصد کے لیے آپ نے احمد شاہ ابدالی سے بھی مدد چاہی تھی، جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کی دعوت پر مرہٹوں پر حملہ کرکے ان کی طاقت کو تہس نہس کیا، اسی طرح دیگر تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی نے حاجی فقیر اللہ علوی شکارپوری اور حضرت شاہ صاحب کی مشترکہ دعوت پر مرہٹوں پر حملہ کیا تھا۔ سید احمد شہید کی تحریک جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریک کا تسلسل تھی، سندھ کے علماء نے اس کی بھرپور حمایت کی، سید احمد شہید جب سندھ کے شہروں حیدرآباد، رانی پور، پیر گوٹھ آئے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا، اس وقت کے حکمرانوں نے تحفے پیش کیے اور ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی، پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی سے آپ کی ملاقات ہوئی، جس میں پیر صاحب نے بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کیا، سید احمد شہید کے اہل خانہ کچھ روز حضرت پیر صاحب کی حویلی میں مقیم رہے، اس بھی اندازہ لگائیں کہ کتنا اعتماد کا رشتہ تھا، جو جہاد پر جاتے ہوئے، اپنے بچوں کو یہاں چھوڑ گئے تھے۔ سید احمد شہید کو آگے شکارپور کے راستے سے افغانستان جانا تھا، لیکن ایرانیوں کی رکاوٹ کی وجہ سے نہیں جاسکے۔ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور علماء سندھ کے باطل کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے جذبات اور نظریات ایک تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علماء سندھ کی خاص عقیدت اور محبت رہی ہے، اس کی نظیر یہ ہے کہ وادی مہران کے ایک علم دوست اور اہل علم الحاج عبدالرحیم شاہ سجاولی صاحب اور ان کی نیک بخت رفیقہ حیات نے گیارہ سو ایکڑ زمین وقف کی کہ حضرت شاہ صاحب کے علوم و افکار کو عام کیا جائے، ان کی علم دوستی کی یہ مثال تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہنے والا کارنامہ ہے۔ اسی کے تحت شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا وجود عمل میں آیا۔ مولانا غلام مصطفی قاسمی نے جس طرح حضرت شاہ صاحب کی کتابوں کو ایڈٹ کیا اور تحقیق جدید سے آراستہ کرکے طبع کرایا، وہ بھی تاریخ کا ایک سنہری باب اور حضرت شاہ صاحب سے محبت اور عقیدت کا بین ثبوت ہے، اس اکیڈمی کے تحت حضرت شاہ صاحب کے نام پر "الولی" رسالہ بھی نکلتا تھا۔ علامہ قاسمی نے جس محنت، ولولہ اور جذبہ سے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں پر تحقیق کی اور ان کو منظر عام پر لائے، علمی دنیا ان کے اس کام کو سراہتی اور داد دیتی ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھی جن کو فکر شاہ ولی اللہ کا امام اور شارح مانا جاتا ہے، انہوں نے بھی شاہ صاحب کے فکر و فلسفہ کو عام کیا اور علوم کی ترویج کی۔

ہم اس مضمون میں حضرت شاہ صاحب کے ہم عصر سندھی علماء کا تعارف پیش کر رہے، جن کا دور اور حضرت شاہ صاحب دور ایک تھا، جس طرح ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تفسیر، حدیث اور فقہ فتوی کی تعلیم کو عام کر رہے تھے، اسی طرح سندھ میں یہ حضرات علم وعرفان کی بارش برسا رہے تھے اور توحید وسنت کی دعوت کو عام کر رہے تھے۔

مخدوم ضیاءالدین ٹھٹوی:(1091ھ-1171ھ)

ممتاز عالم دین، فقیہ اور نامور بزرگوں میں سے تھے، آپ کی ولادت 1091ھ میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم اپنے وقت کے بڑے عالم مخدوم عنایت اللہ سے حاصل کی، کچھ وقت مخدوم رحمت اللہ کے ہاں بھی زیر تعلیم رہے۔ اس کے بعد اپنا مدرسہ قائم کرکے درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں سب سے بڑا نام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کا ہے۔ آپ ذوالقعد 1171ھ میں فوت ہوئے[(2)]۔

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی:(1104ھ-1174ھ)

عظیم مفسر، جلیل القدر محدث، ممتاز فقیہ اور نامور مصنف مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی بھورا ضلع ٹھٹہ میں ربیع الاول 1104ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم انہوں نے اپنے والد بزرگوار کے پاس حاصل کی، اس کے بعد محمد سعید ٹھٹوی اور مخدوم ضیاءالدین ٹھٹوی سے استفادہ کیا۔ شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی اور شیخ عبدالقادر مکی سے اجازت حدیث حاصل کی۔

فراغت کے بعد عملی زندگی کا آغاز توحید کی شمع جلانے اور شرک کو مٹانے سے کیا۔ سنت کی تعلیم کو عام کیا اور بدعت کا قلع قمع کیا، اس راستے میں دشواریاں بھی آئی، تکلیفوں کا سامنا کیا، لیکن اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ نے ٹھٹہ شہر میں عظیم الشان ادارے کی داغ بیل ڈالی، جہاں سے سینکڑوں کی تعداد میں علماء و طلباء سیراب ہوئے۔ آپ کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، وعظ و تبلیغ، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ کی صبح وشام ان نیک کاموں میں گزرتی تھی۔

آپ کے نامور تلامذہ میں مخدوم عبدالرحمن ٹھٹوی، مخدوم عبداللطیف ٹھٹوی، شیخ ابوالحسن السندی الصغیر، شیخ الاسلام محمد مراد انصاری اور شاہ فقیراللہ علوی وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے متجاوز ہے، جن میں مشہور تصانیف یہ ہیں: بذل القوۃ فی الحوادث سنی النبوۃ (سیرت کے موضوع پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس میں ماہ وسال کے اعتبار سے واقعات کا بیان ہے) بیاض ہاشمی، حدیقۃ الصفا فی اسماء المصطفی، اتحاف الاکابر بمرویات الشیخ عبدالقادر، کفایۃ القاری، حیاۃ القاری فی اطراف صحیح البخاری وغیرہ۔

علم وعمل کے یہ آفتاب اور دینی حمیت وغیرت سے سرشار یہ عالم دین 1174ھ میں وفات پاگئے اور مکلی کے تاریخی قبرستان میں مدفون ہیں[(3)]۔

مخدوم قاضی محمد اکرم نصرپوری:

آپ گیارہویں صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے، اپنے دور کے ممتاز محدث اور جید عالم دین تھے، نصرپور آپ کا مسکن تھا، جہاں سے بڑے بڑے علماء اور فقہاء پیدا ہوئے تھے، جن میں آپ کا نام نامی بھی سرفہرست ہے۔۔ آپ نے ابتدائی تعلیم والد صاحب کے پاس حاصل کی، اس کے بعد دیگر اساطین علم سے بھی کسب فیض کیا۔ حدیث شریف سے بڑی گہری وابستگی تھی، آپ کی تصانیف میں بخاری شریف کی شرح کا ذکر ملتا ہے، جو تحقیق کا اعلی شاہکار تھی، جس کا قلمی مدرسہ ولہیٹ (عمر کوٹ، سندھ) میں تھا، افسوس وہ بھی دیمک کی نظر ہو گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے امعان النظر کے نام سے نخبۃ الفکر کی شرح لکھی، جو علامہ غلام مصطفی قاسمی تحقیق سے سندھی ادبی بورڈ سے چھپی بھی ہے، علامہ عبدالحئ لکھنوی اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ بھی اس شرح کی تعریف فرماتے تھے(4)۔

مخدوم محمد معین ٹھٹوی: المتوفی 1161ھ۔

آپ اپنے زمانے کے مایہ ناز عالم دین تھے، آپ نے علم کی تحصیل ٹھٹہ میں کی، یہ سندھ کے واحد عالم دین ہیں، جنہوں نے براہ راست حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سے زانوئے تلمذ کیا ہے۔ آپ میاں ابو القاسم نقشبندی سے بیعت تھے۔ بہت سے مسائل میں جمہور علماء سے جداگانہ موقف رکھتے تھے، اس وجہ سے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور مخدوم عبداللطیف ٹھٹوی نے ان کا رد کیا ہے، علماء کا ان کے ساتھ علمی اور فکری مسائل میں بحث ومباحثہ بھی ہوتا تھا۔ ان کے نام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ فقیر اللہ علوی کے خطوط کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

آپ کے تلامذہ میں شیخ محمد حیات سندھی، مولانا محمد صادق ٹھٹوی اور مولانا عنایت اللہ واعظ مشہور ہیں۔

آپ کی مشہور تصانیف: دراسات اللبیب، حجۃ الجلبیۃ، نور العین، مواہب سید البشر، رفع الاشکال والزحمۃ ہیں۔

وفات: 1161 میں ٹھٹہ شہر میں ہوئی(5)۔

شیخ محمد حیات سندھی (المتوفی 1163ھ)

بارھویں صدی کے عظیم محدث جو سندھ کے ایک چھوٹے قصبے عادل پور (گھوٹکی) میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، مخدوم محمد معین ٹھٹوی سے بھی استفادہ کیا اور اعلی تعلیم کے لیے حجاز تشریف لے گئے جہاں شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی سے حدیث کی تعلیم حاصل کی، شیخ عبداللہ بن سالم مصری، شیخ محمد ابوطاہر بن ابراہیم کردی اور ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی سے بھی حدیث کی اجازت حاصل کی۔ فراغت کے بعد وہیں مدینہ منورہ میں درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، پوری زندگی حدیث کی خدمت میں گذاری، آپ کے فیض سے عرب وعجم سیراب ہوئے، حجاز، سندھ، ہندھ الجزائر تک آپ کے شاگردوں کا حلقہ پھیلا ہوا تھا۔

تلامذہ:

شیخ ابوالحسن صغیر سندھی، علامہ محمد قائم سندھی، سید غلام علی بلگرامی، شیخ عبدالکریم بن عبدالرحیم الداغستانی، شیخ علی بن عبدالرحمان استنبولی، مفتی محمد بن عبداللہ الخلیفتی المدنی شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں سے کچھ یہ ہیں: شرح علی الترغیب والترہیب للمنذری، شرح علی الاربعین النوویۃ، شرح الاربعین حدیثا من جمیع الملا علی قاری، الایقاف علی سبب الاختلاف، ارشاد النقاد الی تیسیر الاجتہاد۔

وفات: 1163ھ میں وفات پاگئے اور جنت البقیع میں مدفون ہیں[6]۔

علامہ محمد قائم سندھی: (المتوفی 1157ھ)

اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین، انہوں نے اپنے شہر ٹھٹہ میں مخدوم رحمت اللہ کے پاس علم کی تکمیل کی، آپ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور مخدوم معین ٹھٹوی کے ہم عصر تھے۔ کمال کا حافظہ تھا، جو کتاب دیکھتے تھے، ازبر ہو جاتی تھی، قرآن پاک بڑے پرسوز انداز میں پڑھتے تھے۔ حدیث میں بڑا مقام رکھتے تھے، آپ کو شیخ عبدالقادر مکی مالکی سے اجازت حاصل تھی۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سے ان کی علمی بحث چلتی رہتی تھی۔

مولوی محمد باقر واعظ ٹھٹوی اور مخدوم نور محمد نصرپوری آپ کے قابل فخر تلامذہ میں میں سے تھے۔ آپ تصانیف میں "حل العقود" اور "سخنۃ العلام فی مسائل الاسلام" کا ذکر ملتا ہے۔ بعدازاں مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے تھے، وہاں حدیث پڑھاتے رہے، 1170ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا[7]۔

مخدوم ابوالحسن الصغیر السندی

آپ نامور محدث اور عالم دین تھے، آپ کا اصل نام غلام حسن تھا۔ آپ ٹھٹہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے، تعلیم شیخ محمد حیات سندھی سے حاصل کی تھی، 1163ھ میں اپنے استاد کی وفات کے بعد ان کے مسند حدیث کا درس جاری رکھا۔ آپ کے نامور تلامذہ میں شیخ محمد مراد انصاری، سید ابوسعید محمد ضیاء الدین بریلوی اور شیخ امین بن حمید کاکوری شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں: شرح نخبۃ الفکر، حواشی در مختار، مختار الاطوار فی اطوار المختار، رجال مسند احمد وغیرہیں۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں[8]۔

شیخ الاسلام محمد مراد انصاری سیوہانی:

آپ 1085ھ میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوایوب انصاری سے جاملتا ہے۔ آپ اپنے علم و فضل میں یکتا اور قراءت، فقہ و قضا میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ وعظ و تبلیغ میں اپنی منفرد شان رکھتے تھے۔ آپ نے تعلیم اپنے وقت کے بڑے مشائخ سے حاصل کی جن میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی اور مخدوم ابوالحسن الصغیر سندھی کا نام قابل ذکر ہے۔ آپ زندگی بھر دین متین کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ آپ کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بڑے بڑے علماء کی زبانیں آپ کی تعریف سے تر رہتی تھی۔ آپ 1194ھ میں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے، اللہ تعالی نے وہاں بھی شرف قبولیت سے نوازا، کافی لوگوں نے استفادہ کیا۔

آپ کی " تصانیف میں دفینۃ المطالب للطالب والراغب " شہرہ آفاق کتاب ہے، جس کا دوسرا نام اناجیل المفتین بھی ہے۔

آپ 1198ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پاگئے[9]۔

الحاج شاہ فقیر اللہ علوی(1100ھ-1190)

علوی خاندان کے مورث اعلی، عظیم صوفی بزرگ، ممتاز عالم الحاج شاہ فقیر اللہ علوی 1100ھ میں افغانستان کے گاؤں "روتاس" میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم والد گرامی کے پاس حاصل کی، بعدازاں مزید تعلیم پشاور کے ایک مدرسہ میں حاصل کی، باطنی علوم کی تکمیل شیخ مسعود پشاوری اور شیخ سعید لاہوری کے پاس کی۔ شیخ عبدالقادر مکی اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی سے حدیث کی اجازت حاصل تھی۔ آپ نے 1150ھ میں شکارپور سندھ کو مستقل اپنا وطن بنایا اور یہاں دینی اور علمی خدمات سرانجام دیتے رہے، یہاں "مدرسہ علویہ" کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا، جہاں سے بڑی تعداد میں لوگوں نے استفادہ کیا اور علوم کی تکمیل کی۔ اس کے علاوہ آپ سالکین کی اصلاح اور تربیت بھی فرماتے تھے۔ اپنے وقت کے جلیل القدر علماء سے تعلق رہا، اس کے علاوہ سلاطین کی بھی آپ سے نیازمندی تھی۔

آپ نے اپنے پیچھے لاجواب علمی شہکار چھوڑے، آپ کی تصانیف عربی، فارسی، پشتو اور پنجابی زبان میں پچیس کے قریب ہے، جن میں قطب الارشاد اور وثیقۃ الاکابر مشہور ہیں اور مطبوع بھی ہیں۔ آپ 1195 میں انتقال کرگئے اور شکارپور میں مدفون ہیں[10]۔

مخدوم ابوالحسن ڈاھری(1116ھ-1181ھ)

آپ نقشبندی بزرگ اور اپنے دور کے ممتاز عالم دین اور قادر الکلام شاعر تھے۔

آپ 1116ھ میں نواب شاہ سندھ کے قصبے "سانونی ڈاھری" میں پیدا ہوئے، آپ نے تعلیم محمد ابو بکر ہالانی کے پاس حاصل کی، اس کے علاوہ آپ نے احمد آباد کے معروف عالم نورالدین محمد اور مرزا محمد خلیل بدخشانی گجراتی سے بھی استفادہ کیا[11]، کچھ وقت ہندوستان کے شہر کوٹیانہ میں پڑھنے گئے تھے۔ آپ کی بیعت شیخ عبدالرسول صدیقی نقشبندی سے تھی۔ آپ عربی اور فارسی کے بہترین شاعر تھے۔ آپ ایک محقق عالم دین تھے، آپ کی جن تصاینف کا پتہ چل سکا ہے، ان میں یہ چار کتابیں قابل ذکر ہیں:

سراج المصلی (اس میں نماز کے مسائل کا بیان ہے) کچکول نامہ (یہ منظوم کتاب ہے، جس میں علم کلام کے اہم اور تصوف کی کچھ اصطلاحات کا شاندار انداز میں بیان ہے)

الینابیع الحیاۃ الابدیۃ فی طریق الطلاب النقشبندیۃ (یہ کتاب تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں تصوف کے اہم مسائل کا بیان اور احسن انداز میں سالکین کی رہنمائی کی گئی ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ کتاب امام غزالی کی کتاب شہرہ آفاق کتاب کیمیاء سعادت سے بھی بہتر ہے) رفع الفریۃ والمریۃ یہ فقہی رسالہ ہے۔

وفات: 1181 میں دوڑ اسٹیشن کے قریب ڈاھریوں کے ایک گاؤں میں ہوئی، وہیں ایک قبرستان میں آپ مدفون ہیں[12]۔

خواجہ محمد زمان لنواری(1124ھ-1188ھ)

آپ مشہور اولیاءاللہ میں سے تھے، آپ کی ولادت 1124ھ میں لنواری ضلع بدین میں ہوئی، آپ نے تعلیم مولانا محمد صدیق اور مخدوم محمد

ٹھٹوی سے حاصل کی، باطنی فیض کا کسب خواجہ ابوالمساکین سے کیا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی بھی ان کے مداح تھے۔ آپ نے پوری زندگی ذکر واذکار اور سالکین کی اصلاح میں گذاری۔ آپ کے متعلقین میں چند نام یہ ہیں: خواجہ عبدالرحیم گرھوڑی، حاجی ابو طالب اگھمی اور حافظ ہدایت اللہ مشہور ہیں۔

آپ کی تصانیف میں ابیات (سندھی) اور اور ملفوظات کا ذکر ملتا ہے، آپ ذوالقعد 1188 میں وفات پا گئے (13)۔

مخدوم عبدالرحمان ٹھٹوی (1131ھ-1182ھ)

آپ مخدوم ہاشم ٹھٹوی کے نیک نام فرزند تھے، والد کے بعد جانشین بھی آپ بنے تھے۔ ولادت شوال 1131 میں ہوئی، صوفی بزرگ تھے۔ ایک دینی اور تبلیغی سفر میں ربیع الاول 1182ھ میں وفات پائی (14)۔

مخدوم عبداللطیف ٹھٹوی (1144ھ-1189ھ)

مخدوم عبداللطیف مخدوم محمد ہاشم کے لائق فائق فرزند اور جید عالم دین تھے، پیدائش 1144ھ میں ہوئی۔ حدیث اور فقہ میں بڑا مقام رکھتے تھے۔ آپ نے تحصیل علم اپنے والد کے پاس کی، بعد ازاں درس تدریس میں مصروف رہے، میاں سرفراز کلہوڑے کے دور میں آپ فوج میں قضا کے منصب پر بھی فائز رہے تھے۔ آپ تصنیف کے میدان میں بھی اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلے اور شاندار کتابیں لکھی، جس میں ذب ذبابات الدراسات شہرہ آفاق ہے، جو مخدوم معین کے رد میں لکھی گئ تھی۔

دیگر کتابوں میں حیات العاشقین، الحجۃ البیضاء علی مانع جواز البناء علی قبور المشائخ والعلماء، الشہاب الثاقب لرجم الکاذب اور فرائض الاسلام شامل ہیں۔

وفات: 1189ھ میں وفات پائی (15)۔

پیر سید محمد بقا شہید لکعلوی (المتوفی 1198ھ)

آپ راشدی خاندان کے مورث اعلی اور عارف، زاہد اور بزرگ شخصیت تھے۔ آپ کی بیعت مخدوم محمد اسماعیل پریالو والوں سے تھی۔ پوری زندگی ذکر واذکار میں گذاری۔ سندھ میں دین کی تبلیغ، علم کی اشاعت اور ظلم کے خلاف جہاد میں آپ کے خاندان کا بڑا کردار ہے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ آپ مسجد کے اندر ذکر میں مصروف تھے۔ خاموشی کی وجہ سے پتھر کے دانوں والی تسبیح کی آواز بلند ہو رہی تھی تو چوروں نے سمجھا کہ شاید کوئی خزانہ لیکر بیٹھا ہے۔ اسی خیال سے دفعتاً انہوں نے آپ پر جان لیوا حملہ کر دیا، جس میں آپ شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ 1198 ھ کا ہے (16)۔

مخدوم عبدالواحد سیوہانی (1150ھ-1224ھ)

آپ بلند پایہ فقیہ اور متبحر عالم دین تھے، ان کو فقہ کی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر نعمان ثانی کہا جاتا تھا۔ آپ 1150ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان علمی طور پر فائق تھا، ان کے والد مخدوم دین محمد شاہ عبداللطیف بھٹائی کے قریبی اور گہرے دوست تھے اور سندھ کے حاکم میاں نور

محمد کلہوڑو کا قرب بھی حاصل تھا[17]۔ان کے دادا بھی اپنے دور کے جید عالم اور سلطان اورنگزیب کے زمانے میں سیوہن کے قاضی تھے۔ان کا شجرہ نسب حضرت صدیق اکبر سے ملتا ہے۔

دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی،فراغت کے بعد تدریس اور تصنیف میں مشغول رہے،آپ سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ صفی اللہ مجددی(المتوفی:1212ھ-1797ع) سے بیعت تھے،انہوں اجازت بھی عطا کی تھی۔آپ کے ہم عصر علماء میں قاضی محمد شکارپوری اور مخدوم محمد عثمان متعلوی شامل ہیں،جن کے ساتھ فقہی مسائل پر بحث بھی ہوتی تھی[18]

مخدوم صاحب کے خلفاء میں چند نام یہ ہیں: محمد حسن سیوستانی،میاں محمد امین خیرپوری،غلام رسول افغان،خلیفہ عبدالحکیم سیوستانی[19]۔

تصانیف:

جمع المسائل علی حسب النوازل المعروف بیاض واحدی(جس کو آپ کے شاگرد مولانا محمد افضل نے جمع کیا،یہ مطبوع ہے،اس کے قلمی نسخے مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈی شریف اور مفتی محمد ابراہیم گڑھی یاسینی کی لائبریری میں موجود ہیں)۔

حاشیہ اشباہ ونظائر،رش الانوار حاشیۃ الدر المختار۔اس کے علاوہ علامہ غلام مصطفی قاسمی نے "مقالات قاسمی" مولانا دین وفائی نے "تذکرہ مشاہیر سندھ" ان کی تصانیف کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

وفات:1224ھ میں آپ نے وفات پائی[20]۔

میاں محمد کامل کٹپار(1150ھ-1239ھ)

آپ کی ولادت 1150ھ میں ہوئی،آپ نے تعلیم خلیفہ صاحب ڈنو کے پاس حاصل کی،اگرچہ آپ علم کی تکمیل نہیں کر سکے تھے،لیکن اللہ پاک وہبی علم عطا کیا تھا،جو بڑے مشکل عقدے آسانی سے حل فرماتے تھے،علماء بھی اس کا اعتراف کرتے تھے۔1239ھ میں وفات پاگئے[21]۔

مفتی محمد بیروی(1158ھ-1273ھ)

آپ ممتاز مفتی،قاضی اور عالم دین تھے،ولادت 1158ھ آپ کے والد بزرگوار مولانا عبداللہ قریشی صدیقی بھی عالم دین تھے۔والد بچپن میں وفات پاگئے تو تعلیم اور تربیت میں ماں اور ماموں نے کردار ادا کیا۔ان کو مولانا عبدالحلیم کنڈوی کی درسگاہ میں بیٹھایا گیا،جہاں نے ظاہری اور باطنی علوم کی تکمیل کی۔مخدوم محمد عاقل نے ان کی فقہی صلاحیت اور قضا کا ملکہ دیکھ کر اپنے علاقہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔آپ کے فقہی مسائل اور فیصلوں کا مجموعہ اولاد کے پاس موجود ہے۔آپ کا پیر سید محمد بقا،پیر محمد راشد روضے دھنی سے محبت اور عقیدت کا تعلق تھا،پاگارا خاندان کی آپ کے ہاں آمد رفت ہوتی رہتی تھی۔مولانا عبدالواحد سیوستانی آپ کے معاصر تھے،جن کے ساتھ فقہی بحث مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔

ایک سو پندرہ سال کی عمر میں 1273ھ میں وفات پاگئے[22]۔

حوالہ جات

---

[1] آپ کا تذکرہ تاریخ کے صفحات میں بس اتنا ہی ملتا ہے کہ آپ نے قراءت کی اجازت شیخ عبدالخالق دہلوی سے حاصل کی تھی۔ دہلی میں پڑھاتے تھے، جہاں آپ سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قراءت کا علم حاصل کیا تھا۔

[2] یوسفانی، معمور، شاہ ولی اللہ کے سندھی ہم عصر، مہران اکیڈمی، سال:2004ص:37

[3] النور المبین فی جمع اسماء البدریین (مطبوعہ) پر مولانا ڈاکٹر قاری عبدالقیوم السندی کے مقدمہ میں سے مخدوم صاحب کے حالات زندگی کے متعلق سے استفادہ کیا گیا ہے۔

[4] امعان النظر شرح شخبۃ الفکر (مطبوعہ) پر علامہ غلام مصطفی قاسمی کے مقدمہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

[5] وفائی، مولانا دین، تذکرہ مشاہیر سندھ، سال2005ص:116

[6] قاسمی، علامہ غلام مصطفی، مقالات قاسمی، سال2000ص: 472

[7] وفائی، مولانا دین، تذکرہ مشاہیر سندھ، سال2005ص:212

[8] قاسمی، علامہ غلام مصطفی، مقالات قاسمی، سال2000ص:390

[9] بکداش، سائد، محمد عابد السندی الانصاری، سال:1423ھ، دارالبشائر السلامیۃ، لبنان، ص:73

[10] سومرو، ڈاکٹر عبدالخالق، راز، تاریخ شکارپور، سال2017، پیکاک کراچی، ص:200

[11] وفائی، مولانا دین، تذکرہ مشاہیر سندھ، سال2005ص:86

[12] قاسمی، علامہ غلام مصطفی قاسمی، مقالات قاسمی، سال2000ص:87،386

[13] یوسفانی، معمور، شاہ ولی اللہ کے سندھی ہم عصر، مہران اکیڈمی، سال:2004ص:66

[14] وفائی، مولانا دین، تذکرہ مشاہیر سندھ، سال2005ص:540

[15] ایضا:ص:540

[16] ایضا:ص:86

[17] ایضا:ص:147

[18] ایضا:ص:147

[19] ایضا:ص:147

[20] قاسمی، علامہ غلام مصطفی، مقالات قاسمی، سال2000ص:

[21] ایضا:ص:552

[22] ایضا:ص:544

References

1. You are only mentioned in the pages of history that you got the permission to recite from Sheikh Abdul Khaliq Dehlavi. used to teach in Delhi, where Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi learned the knowledge of reciting from him.

2. Yousafani, Ma'mur, Sindhi Contemporaries of Shah Waliullah, Mehran Academy, Year: 2004, p: 37
3. The case of Maulana Dr. Qari Abdul Qayyum Al-Sundi on Al-Nur Al-Mubin fi Jum Asma Al-Badareen (published) has been used regarding the living conditions of Makhdoom Sahib.
4. The case of Allama Ghulam Mustafa Qasmi has been used on Amaan al-Nazar Sharh Shukbat al-Fikr (published).
5. Wafai, Maulana Deen, Tazikrah Mashahir Sindh, Year 2005, p. 116
6. 472 Qasmi, Allama Ghulam Mustafa, Muqalat Qasmi, year 2000:
7. Wafai, Maulana Deen, Tazikrah Mashahir Sindh, Year 2005, p.212
8. Qasmi, Allama Ghulam Mustafa, Muqalat Qasmi, year 2000, p. 390
9. Bakdash, Saeed, Muhammad Abed al-Sundi al-Ansari, year: 1423 AH, Dar al-Bashair al-Salamiyyah, Lebanon, p.73
10. Soomro, Dr. Abdul Khaliq, Raz, Tarikh Shikarpur, Year 2017, Peacock Karachi, p: 200
11. Wafai, Maulana Deen, Tazikrah Mashahir Sindh, year 2005 p.86
12. Qasmi, Allama Ghulam Mustafa Qasmi, Maqalat Qasmi, year 2000, pp: 386, 87
13. Yusafani, Ma'mur, Sindhi Contemporaries of Shah Waliullah, Mehran Academy, Year: 2004, p: 66
14. Wafai, Maulana Deen, Tazikrah Mashahir Sindh, Year 2005, p.540
15. Ibid: p: 540
16. Ibid: p: 86
17. Ibid: p: 147
18. Ibid: p: 147
19. Ibid: p: 147
20. Qasmi, Allama Ghulam Mustafa, Muqalat Qasmi, year 2000:
21. Ibid: p: 552
22. Ibid: p: 544